

سیلا ب

اگر شرفاء اور پڑھے لکھے لوگ، کوچہ سیاست سے درگز رکریں گے۔ تو یقین کامل رکھیے کہ معاشرے کی تلچھت اقتدار پر قابض ہو جائے گی۔ ظالم لوگ عام آدمی کی شہرگ سے خون پیش گے اور بیان یہی ہو گا کہ سب کچھ صرف اور صرف عوام کی بھلائی کے لئے کر رہے ہیں۔ پاکستان میں یہ کھیل حدر جو سفاک مہارت سے کھیلا گیا ہے۔ یہ بھی عرض کرنے کی جسارت کرو گا کہ اقتدار کا مکروہ ترین دھنہ آج بھی کامیابی سے روای دواں ہے۔ ذاتیات سے بالاتر ہو کر سوچیے بلکہ سمجھئے۔ کیا اقتدار پر قابض لوگوں کا مہنگائی، قانون کی حکمرانی، عدل سے رتی بھر کا بھی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔ ان کے لئے یہ سب کچھ بے معنی ہے۔ سیلا ب پر نظر دوڑا یے۔ ہوائی جہاز اور ہیلی کا پڑھ جیسے اڑن کھٹلوں پر سوار ہو کر انسانی کیڑے مکڑوں کا فضائی جائزہ کیا واقعی حقیقت پسندی ہے۔ کیا یہ سیلا ب زدگان کے زخموں پر نمک چھپ کرنے کے متراوف نہیں۔ کیا ہمارے راجہ کمار اور ان کی ادنی ٹیم بے سہاروں کے ساتھ ٹوٹے ہوئے بند پر رات کو نہیں سو سکتی؟ کیا ان کا اندازہ ہے کہ مچھروں کے غول چوبیں گھٹنے بے بس لوگوں پر حملہ آور رہتے ہیں۔ کیا یہ حکمران اپنے سرکاری محلوں سے نکل کر اس غول میں ایک گھنٹہ گزارنے کی بھی استطاعت رکھتے ہیں۔ جواب تو آپ کو معلوم ہی ہے۔ پھر مزید کیا لکھوں۔ دنیا کے سب سے طاقتور ملک کا صدر امریکی ریاستوں میں سمندری طوفان کی تباہ کاری کھلی جیپ پر ملاحظہ کرتا ہے۔ وہ بھی اپنی اہلیہ کے ساتھ۔ جیپ میں کھڑے ہو کر۔ یقین نہ آئے تو سابقہ امریکہ صدر جارج بش جو نیز کی کیترینہ طوفان میں آمد و رفت دیکھ لیجئے۔ ایک اور بات بتاتا چلوں۔ جارج بش کا سیاسی زوال اسی طوفان میں ناقص کارکردگی سے شروع ہوا تھا۔ اس کے قلیل عرصے کے اندر امریکی صدر تاریخ کے کوڑے دان میں جا چکا تھا۔ موجودہ سیلا ب میں مرکزی حکومت، کے پی سندھ اور بلوچستان کی صوبائی حکومتیں کسی طور پر بھی سیلا ب زدگان کی خاطر خواہ مدد نہیں کر سکیں۔ اس کا سیاسی خمیازہ اگلے چنان میں انہیں ہر طور بھگتنا پڑے گا۔ موجودہ حکمران صرف اور صرف دکھاوے کے طور پر پانی میں نکل رہے ہیں۔ سندھ میں صورت حال اس قدر دگرگوں ہے کہ صوبائی سیاسی قزانق اپنی زمینوں کو بچانے کے لئے جھیل اور بند کو اس طرح کثوار ہے ہیں کہ ان کی جائیداد محفوظ رہے۔ سندھ اس وقت مکمل طور پر پیتیم ہے۔ جمہوریت برہنہ پارچ کر رہی ہے۔ ایک امدادی کیمپ میں ماں صحیح اٹھتی ہے تو غم سے پاگل ہو جاتی ہے۔ اس کی بچی جورات اس کے ساتھ سوئی تھی۔ اغوا، ہوچکی تھی۔ مطلب یہ کہ اغوا کاروں کے گروہ کیپوں میں بچیوں کو اغوا کرنے کے کریہہ ترین کاروبار میں مصروف ہیں۔ سندھ میں قانون کی حکمرانی کا اندازہ لگائے کہ کراچی میں چلتے ہوئے ہوٹل، ڈاکوؤں کے قبضہ میں چلے جاتے ہیں۔ رہنماب نقشبندیں لگاتے۔ سینہ تان کر شہریوں اور کاروباری جگہوں کو لوٹتے ہیں۔ کوئی انہیں روکنے والا نہیں۔ واقعی اب ثابت ہو چکا ہے کہ جمہوریت بہترین انتقام ہے۔

کراچی سے ایک ملٹی نیشنل کمپنی کے سی ای او چند دن پہلے لاہور تشریف لائے۔ طویل نشست ہوئی۔ بارشوں اور کراچی کے حالات پوچھتے تو تہلکہ خیز اکشافات ہوئے۔ انکا ذائقی گھر کراچی کے متمول ترین علاقے میں ہے۔ گھر کی قیمت تقریباً سو کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ بارش میں ان کے گھر میں پانی جمع ہو گیا۔ پانی کو باہر نکالنے کے تمام انتظامات بھی دھرے کے دھرے رہ گئے۔ گلیاں دریا کاروپ دھار چکی تھیں۔ ساری گاڑیاں پانی میں ڈوب گئیں۔ تہہ خانہ مکمل طور پر بیٹھ گیا۔ اہل خانہ کے ہمراہ بالائی منزل پر منتقل ہو گئے۔ مگر وہ بھی گرنے لگی۔ مجبوراً اپنے ایک عزیز کے گھر منتقل ہونا پڑا۔ امیر ترین علاقے کی بات کر رہا ہوں۔ پوچھا کہ سندھ کے سب سے بڑے آدمی کے گھر کا کیا ہوا۔ جواب تھا کہ وہاں اردو گرد تو پانی کا ایک قطرہ تک نہیں تھا۔ مکمل محفوظ اور خشک تھا۔ حقیقت عرض کر رہا ہوں۔ کسی سیاسی پارٹی سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔ پر کیا سندھ کی صوبائی حکومت اپنی ناقص کارکردگی کے سبب مستعنی ہو گی۔ جناب یہ موقع تو کیا، سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ اب ذرا کے پی کی طرف آئیے۔ دریائے کابل اور دریائے سوات کے پیٹ میں ان گنت ہوٹل بنانے کی اجازت کس نے دی؟ تحریک انصاف وہاں ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے حکومت کر رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ سے کیوں نہیں پوچھا گیا۔ یا وزیر اعلیٰ نے سرکاری عمال پر گرفت کیوں نہیں کی کہ دریا کے دھارے کے اندر کیونکر بڑے بڑے ہوٹل بنانے کی اجازت دی گئی۔ پر اطمینان رکھیے۔ کے پی کے وزیر اعلیٰ نے پوچھ گچھ کا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ ان کی سرکاری نااہلی سرچڑھ کر بول رہی ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ دریائے کابل کا غصب دیکھ کر خوف آتا ہے۔ مگر مون سون کی غیر معمولی بارشوں کی اطلاع تو ہم سب کو پہلے سے دی جا چکی تھی۔ پھر بروقت حفاظتی انتظامات کیوں نہیں کیے گئے۔ شائد جواب معیوب لگے۔ متأثرین کی بحالت میں بہت رقم ملتی ہے۔ اس میں خورد بردحد درجہ آسان ہے۔ بلوچستان کا حال دیکھیے۔ سیلا ب اور بارشوں نے ہر چیز روند ڈالی۔ بند ایسے بہے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کا وجود ہی بے معنی تھا۔ بلوچستان کے سرکاری ٹھیکیداروں کو سو شل میڈیا پر بیان دینا پڑا کہ ہم سے تغیراتی ٹھیکوں میں پچاس فیصد رشوت وصول کی جاتی ہے۔ جس میں وزیر سے لے کر نیچے تک سب لوگ شامل ہیں۔ ان سیکن ازامات کی تدبیح صوبائی حکومت کی طرف سے بالکل نہیں آئی۔ تدبیح تو دور کی بات، کسی ذمہ دار سرکاری یا سیاسی شخصیت نے اس پر بات کرنا بھی گوار نہیں کیا۔ خود سوچئے۔ اگر بلوچستان میں بند تغیر کرنے میں پچاس فیصد رقم سرکاری ڈاکوؤں کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے تو باقی کیا خاک معیاری تغیر ہو گی۔ سندھ میں بھی یہی حالات ہیں۔ ویسے کوئی بھی صوبہ آلات سے پاک نہیں۔ لین دین کا ان دیکھا نظام پوری شان و شوکت سے جاری ہے۔ کسی کو بھی کوئی خوف نہیں۔

کیا یہ معمولی بات ہے کہ وزیر اعظم کے ریلیف فنڈ میں ہر کوئی پیسے جمع کروانے سے کترار ہا ہے۔ مختلف بکنوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ ریلیف فنڈ میں پیسے جمع کروانے کا رجحان از حد کمزور ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے۔ عام لوگوں اور سرکار کے درمیان حد درجہ بے اعتباری ہے۔ کسی فریق کو بھی دوسرے پر اعتبار نہیں۔ غیر ملکی حکومتیں بھی نقدر قدم دینے سے احتساب کر رہی ہیں۔ زیادہ زور سامان بھیجنے پر ہے۔ جو تجزیہ کاروں کے حساب سے مجبور اور پانی میں مجبوس افراد تک مکمل طریقے سے نہیں پہنچ رہا۔ سیاسی گروہ پر طور پر خود برد میں ملوث ہیں۔ سندھ کے ایک سیشن بچ نے مقامی سیاسی کارکن کے گودام پر چھاپا مار کر سینکڑوں خیمے برآمد کیے ہیں۔ جو موصوف نے امداد دینے والوں سے جمع کیے تھے۔ شرمناک صاحبان شرمناک حقائق ہیں۔ سیلا ب زدگان کے لئے امداد میں ہر طرح کی لوث مار جاری ہے۔ باتیں سینیں تو لگتا ہے کہ غریب لوگوں کے درد کے علاوہ ان کے سینے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ سیلا ب اور بارش تو ہندوستان میں بھی کوئی تھی۔ پورا بلکور ڈوب گیا تھا۔ آئی ٹی کا سرخیل شہر بارشوں سے لڑا چکا تھا۔ مگر وہاں تو کسی بھی غیر ملکی امداد کے لئے بھیک نہیں مانگی گئی۔ مطلب کیا ہوا۔ ہندوستان نے لاتعداد بیرون اور حفاظتی بند بنائے ہوئے ہیں۔ پانی کو جمع کرنے کے ذخائر کی تعداد ہزاروں سے اوپر ہے۔ پوری دنیا کو علم تھا کہ ہندوستان اپنے پیروں پر کھڑا ہے۔ ان کی آبی پالیسی حد درجہ مستحکم ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمسایہ ملک بڑے نقصان سے نجیگیا۔ نہیں کہ وہاں سیاسی چیلنج موجوں نہیں ہے۔ کرپشن نہیں ہے۔ نظام کوئی بہتر طور پر چل رہا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان کی ہر حکومت، اپنے ملک کی بہتری کے لئے بروقت سوچتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ کانگریس کی حکومت میں شروع کیے گئے اہم منصوبے بے بیج پی کی سرکار ختم کر دے۔ ہمارے ہاں، اگر مرکزی حکومت نے خدا خوستہ کوئی اچھا کام کر رہی لیا ہے تو آنے والی حکومت اس کو اپنے کارکنہ اپنے کارکنہ کی بھر پور کوشش کی۔ کبھی موڑوے کوچھ لینے سے چار لین کر دیا جاتا تھا۔ صحت کا رہ سابقہ وزیر اعظم کا بہترین منصوبہ تھا۔ ہر آدمی بہترین ہسپتال میں مفت علاج کرو اسکتا تھا۔ مگر اس کو بھی برپا کرنے کی بھر پور کوشش جاری و ساری ہے۔ سیاسی عدم استحکام کی بدولت سیلا ب حد درجہ خطرناک ہو چکا ہے۔ گر جو حکمران دہائیوں سے لوگوں کو جعلی دعوؤں سے بے وقف بنارہے ہیں۔ وہ آج بھی کامیاب ہیں۔